شاہ بلیغ الدین

رزم خیبر

مدینے سے کوئی دو سو میل دُور یہودیوں کا گڑھ ہے[1] یہاں ایک ساتھ کئی قلعے ہیں بڑے مضبوط اور بڑے مستحکم قلعے! یہ جگہ خیبر کہلاتی ہے خیبر یعنی قلعہ!

مسلمانوں سے یہودیوں کی دشمنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اُن کے پاس دولت ہے، قوت ہے اور عزت ہے۔ سارا خطۂ عرب اُن کا دم بھرتا ہے۔

صلح حُدیبیہ کو دو مہینے گذرے ہیں۔ یہودیوں کا خیال ہے مسلمان دب رہے ہیں ورنہ گر کر قریشِ مکہ سے یوں صلح نہ کر لیتے۔ سوچتے ہیں کیوں نہ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ اب تو یہ نیا دین پھیلانے والے چٹکی میں مسل دیئے جا سکتے ہیں۔

خیبر میں کل سات قلعے ہیں[2]۔ مال و اسباب اور غلہ ان میں بھرا پڑا ہے۔ کئی سو سپاہی ہیں جو ان قلعوں کی رکھوالی کر رہے ہیں قموص ان میں سب سے مضبوط اور محفوظ قلعہ ہے۔ مرحب یہاں کا حاکم بڑے کلّے جبڑے کا آدمی اور بڑی شان و شوکت کا سردار ہے۔ عرب میں اس وقت اُس سے بڑا کوئی اور پہلوان نہیں۔

ہجرت کو ساتواں برس ہے اور محرم کا مہینہ کہ آنحضرتؐ خیبر کی طرف چلے[3]۔ چودہ سو پیادے ساتھ ہیں اور کوئی دو سو کے قریب سوار ہیں[4]۔ حباب بن مُنذر اور سعد بن عُبادہ آگے آگے ہیں۔ ایک کے ہاتھ میں اسلامی پرچم ہے ایک کے ہاتھ میں جنگ کا نشان! میدانِ جنگ میں بڑے بڑے علم لے کر چلنے کا یہ پہلا موقع ہے ورنہ عرب میں چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں لے کر نکلنے کا رواج تھا۔

اسلامی لشکر کوچ کرتا ہوا صہبا کے مقام پر پہنچا تو عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ خیبر نظروں کے سامنے ہی تھا۔ حکم ہوا ——— یہیں ٹھہر جاؤ اور صفیں بنا لو!

جماعت کھڑی ہوئی۔ نماز ادا ہو چکی تو کھانے کا خیال آیا۔ مجاہدین بیٹھ گئے۔ فوجیں پیٹ کے بل چلتی ہیں۔ انھیں اچھے سے اچھا کھانا دیا جاتا ہے لیکن یہاں کیا ہے؟ کچھ بھی تو نہیں۔ ستو ہی ستو ہے! اسی کو خدا کے نبیؐ اور آپ کے فرمانبرداروں نے گھول کر پیا[5] اور خدا کا شکر ادا کیا۔

---

[1] یہ مستشرقین کا اندازہ ہے۔ ابن سعد نے ۹۰ میل کا فاصلہ لکھا ہے۔ شامی نے لکھا ہے تین دن کا راستہ ہے، چار منزل آٹھ برد (قسطلانی)

[2] یعقوبی۔ یاقوت۔ بعض ۱۱ لکھتے ہیں۔ قلعوں کے نام یہ ہیں:- ناعم۔ قموص۔ شق۔ نطاط۔ سلالم۔ وطیح اور کتیبہ۔ بیس ہزار فوج تھی (یعقوبی) خیبر عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ کہتا ہے کہ خیبر بن قانیہ کے نام پر اس بستی کا نام مشہور رہا۔ قزوینی نے لکھا ہے، یہ بخار اور بیماری کا گھر تھا۔ یہودی جب شہر کے دروازے پر آتے تو دس مرتبہ گدھے کی طرح نکال کر بستی میں داخل ہوتے۔ اسے وہ بیماریوں کا توڑ سمجھتے تھے۔ یہودیوں سے پہلے یہاں عمالقہ بستے تھے۔ یہ حجاز کا بڑا سرسبز و شاداب علاقہ تھا۔

[3] ابن ہشام۔ بلاذری۔ طبری، ابن قیم، ابنِ اثیر، آخر محرم۔ واقدی اور ابن سعد جمادی الاول سنہ ۷ھ لکھتے ہیں تنبیہ و اشراف۔ مواہب لدنیہ

[4] غنائم خیبر کے سلسلے میں قاضی ابو یوسف نے اٹھارہ سو حصوں کا ذکر کیا ہے، اس طرح چودہ سو پیادے اور دو سو سوار ہوتے ہیں۔ سواروں کو غنیمت میں دوہرا حصہ ملتا تھا۔ واقدی نے سواروں کی تعداد تو دو سو لکھی ہے لیکن کل لشکر کی تعداد چودہ سو بتائی ہے۔ یہی ابن اثیر نے بھی لکھا

[5] سُوَید بن نعمان (صحیح بخاری۔ بیانِ خیبر)

(اگلا صفحہ دیکھئے)

شام ہونے کو آئی تھی۔ آگے بڑھنا مناسب نہ تھا۔ رات اسی جگہ بسر ہوئی۔ صبح ہوئی تو خیبر کی طرف کوچ کا اعلان ہوا۔ عامر بن الاکوعؓ سب سے پہلے چلے۔ حال یہ تھا کہ حمد و ثنا کرتے جاتے اور ایک ایک قدم اُٹھاتے ————

یا رب العالمین! اگر تو ہدایت نہ فرماتا تو ہم ہدایت نہ پاتے!

ہم جب فریاد میں پکارے جاتے ہیں تو فوراً پہنچ جاتے ہیں!!

مالک الملک، دشمن کے مقابلے میں ہم کو ثابت قدم رکھ اور ہم کو صراطِ مستقیم پر چلا!!!

یہودی کب کے تیار ہیں۔ وہ آن بان اور وہ سروسامان ہے کہ اُپنے آپے میں نہیں ہیں بات سچ بھی ہے۔ کہاں اسلحہ سے لیس لشکرِ جرّار اور کہاں پندرہ سولہ سو کی ٹکڑی! وہ بھی ایسی کہ نہ اس کے پاس ڈھنگ کے ہتھیار ہیں، نہ غلہ ساتھ ہے نہ مویشی! برابر کی ٹکر ہوتی تو یہودی کچھ سوچتے بھی اب تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ نہتوں سے مقابلہ ہے۔ مسلمان پہنچے نہیں کہ وہ قلعوں سے باہر نکل آئے آخر انہیں ڈر کس بات کا ہے!

فوجیں ایک دوسرے کے سامنے ڈٹ گئیں تو حضورؐ صلعم نے چاہا کہ جنگ نہ ہو، لیکن یہودی کوئی بات ماننے کو تیار ہی نہ تھے۔ قوت کا وہ نشہ چھایا ہوا تھا کہ سیدھے منہ بات کرنا بھی گوارا نہ تھا

جب کوئی اور صورت نہ رہی تو ارشاد ہوا کہ ———— خدا کے نام پر آگے بڑھو!

حکم کی دیر تھی کہ اللہ کے سپاہی کفن باندھے شہادت کی تمنا لئے آگے بڑھے۔

دشمن کا ساز و یراق بہت ہے۔ تعداد بھی بہت زیادہ ہے لیکن مسلمان سر ہتھیلیوں پر لئے آگے بڑھتے ہیں تو یہودی تاب نہیں لا سکتے۔ تاعم پہلا قلعہ ہے جو فتح ہوا پھر جو دشمن کے قدم اکھڑے تو دوسرا، تیسرا، چوتھا اور پانچواں قلعہ بھی سر ہو گیا لیکن قموص کے آگے مرحب فولاد بن کر مقابلے کے لئے ڈٹ گیا! یہ قلعہ کاہے کو ہے پہاڑ ہے پہاڑ! یہیں یہودیوں کی سب سے زیادہ آراستہ فوج رہتی ہے اور اس فوج کا سپہ سالار ہے مرحب!

مرحب کے نام کا سارے عرب میں شہرہ ہے۔ وہ بہت بڑا پہلوان ہے لڑتا بھی خوب ہے اور لڑاتا بھی خوب ہے۔ مرحب کا سیدھا ہاتھ اس کا بھائی یاسر ہے اسی کی طرح شجیع اور قیل بیکر! دونوں بھائی ایک سے ایک بڑھ کر شہ زور ہیں۔ سارا عرب اُن سے کانپتا ہے بہترین ہتھیاروں سے لیس یہ دونوں لڑائی کے فن میں طاق ہیں۔ ہر داؤں انھیں رواں ہے، ہر پینترا یاد!

۵۴

حضرت انسؓ (بخاری۔ باب مغازی) حضرت انسؓ کی ایک روایت مسلم نے بھی دی ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صبح ہی صبح سرورِ عالم صلعم حضرت ابو طلحہؓ اور حضرت انسؓ کے ساتھ خیبر کی آبادی پر ایک نظر ڈال آئے۔ صہبا کے مقام پر پڑاؤ ڈالنے کے بارے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر بھی حاجرِ اعظم صلعم نے یہی کیا کہ سرِ مغرب مر الظہران پر رک گئے۔ قسطلانی نے صاف لکھا ہے آپؐ کی عادت شریف یہ تھی کہ کسی قوم کی طرف رات میں جاتے تو صبح تک حملہ کرنے میں جلدی نہ کرتے تھے۔ ایسا کرنے میں کئی مصلحتیں پوشیدہ تھیں۔ ایک تو دشمنوں سے نامہ و پیغام کا موقع مل جاتا ہے اور اس بات کا امکان رہتا ہے کہ جنگ برپا ہی نہ ہو۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر یہی ہوا۔ رحمت عالمؐ کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی تھی کہ بات چیت کے ذریعے معاملات طے ہو جائیں۔ اس کی بہترین مثال صلح حدیبیہ کی صورت میں ملتی ہے۔ ایک اور مثال تبوک کی مہم ہے مسلمان اس وقت بڑے حوصلے کے مالک تھے اور رومی سہمے ہوئے تھے مسلمان چاہتے تو حریف پر حملہ کر دیتے لیکن جب آپؐ نے دیکھا کہ ہرقل قیصرِ روم میدانِ جنگ میں آنے کی ہمت نہیں کرتا تو آپؐ نے کوئی جارحانہ اقدام نہیں کیا۔ خونِ انسانی کا یہ احترام صرف آپؐ ہی جیسی شخصیت سے ممکن تھا۔ افسوس اس امر کا ہے کہ اس کے باوجود مستشرقین الزام تراشی کرتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔

دوسری بڑی مصلحت شام کے دھندلکے میں میدان جنگ سے دُور پڑاؤ ڈالنے کی یہ تھی کہ منزل پر پہنچتے ہی بڑھتے ہوئے دھندلکے میں حریف کو تنگ کرنے کا موقع نہ ملے۔

(اگلا صفحہ دیکھئے)

دونوں ایک دوسرے کو بڑھاوے دیتے دھاڑتے للکارتے میدانِ جنگ میں نکل آتے ہیں تو فوجیں میدان چھوڑ کر بھاگ جاتی ہیں۔ مسلمانوں کو خیبر میں انہی دیونژاد پہلوانوں سے نمٹنا ہے۔ قبیلۂ حمیر کے یہ دونوں بھائی اپنی قوم کی آبرو ہیں اور اس وقت سب کی آبرو بچائے ہوئے ہیں۔ یہودی خوب جانتے ہیں یہ آخری سہارا ہے۔ یہ گیا تو سب کچھ گیا ۔۔ اس لئے سب نے مل کر سر دھڑ کی بازی لگادی ہے۔

آنحضرتؐ کو کبھی کبھی آدھے سر کا درد ہوجایا کرتا تھا۔ یہ سلسلہ دو ایک روز رہتا، جس کی وجہ سے آپؐ کوئی کام نہ کرسکتے تھے۔ خیبر میں یہ درد شروع ہوا تو ایک دن حضرت ابوبکرؓ نے فوجوں کی کمان سنبھالی ۔۔ دوسرے دن حضرت عمرؓ نے۔ مسلمان بے جگری سے لڑتے رہے لیکن قلعہ فتح ہونا تھا نہ ہوا۔

شام ہوئی فوجیں خیموں میں واپس آئیں تو جو کچھ رسالت پناہؐ نے فرمایا اس کا مطلب تھا کہ —— کل میں جو پرچم دوں گا وہ انشاء اللہ فتح کا پرچم ہوگا۔

اب کیا تھا جاں نثاروں کے دلوں میں ہلچل مچ گئی، ہر ایک کی تمنا تھی کہ کاش نظرِ انتخاب اس پہ پڑ جائے۔ سب کی رات بڑی بے قراری میں گذری۔

صبح ہوئی تو مسلمانوں نے دیکھا، اونٹ پر سوار کوئی اسلامی لشکر کے قریب آرہا ہے۔ سوار رسول اللہ صلعم کے خیمے کے پاس پہنچا اور وہاں اتر پڑا۔ آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور قدم آہستہ آہستہ بارگاہِ نبویؐ کی طرف اٹھ رہے تھے۔ حضورِ اکرمؐ کی نظر شتر سوار پر پڑی تو آپؐ نے خوشی سے آواز دی —— آؤ بو تراب آؤ کہو کیا حال ہے؟

آپؐ کے پاس پہنچے تو حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ ——

یا رسول اللہ! آشوبِ چشم کی تکلیف ہے لیکن مشرکین کے طنز کی وجہ سے میں چلا آیا۔

ارشاد فرمایا ——

میرے قریب آؤ۔ حضرت علیؓ قریب پہنچے تو سرورِ کونینؐ نے آپ کی دونوں آنکھوں میں اپنا لب لگایا اور دعا فرماتے رہے۔

اِدھر ایک ایک پل گذرنا دوبھر تھا۔ صحابۂ کرام سوچ رہے تھے۔ جانے کس خوش قسمت کے حصے میں آج کی سرداری آئے گی! حضورؐ نے پیش گوئی فرمادی تھی کہ آج قموص کی فتح کا دن ہے۔ سب منتظر تھے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے اتنے میں حضرت علیؓ کو یاد فرمایا گیا۔ وہ حاضر ہوئے تو

ظاہر ہے کہ پڑاؤ ڈالتے وقت فوجیں احتیاط کے باوجود بڑی بے ترتیبی کے عالم میں ہوتی ہیں۔

ھ تاہم یہودیوں کا اثاثہ بھی تھا اور رسد کا بڑا ذخیرہ بھی۔ یہاں تین ملک لڑائی ہوتی رہی۔ بنی نضیر کا سردار، سلام بن مشکم یہاں فوجوں کو لڑا رہا تھا۔ وہ اس وقت خیبر میں یہودی فوج کا سب سے بڑا دماغ تھا۔ مسلمانوں نے جان توڑ کوشش کے بعد تیسرے دن اس کی فوج کو ہرا کر اسے قتل کردیا۔ دو دن تو قلعہ بند رہ کر اس نے لڑائی کی مگر تیسرے دن وہ میدان میں نکل آیا تھا۔ اس کے مارے جاتے ہی یہودیوں کا حوصلہ بیٹھ گیا۔ اس دوران میں غطفانیوں کی طرف سے بھی یہودیوں کو کوئی مدد نہ ملی۔ حالانکہ یہ طے تھا کہ مسلمانوں سے لڑائی چھڑتے ہی وہ بھی اپنا محاذ جنگ کھول دیں گے۔

ع حضورِ اکرمؐ نے پہلے ہی ایک اچانک حملے سے غطفانیوں کی کمر توڑ دی تھی۔ خیبر میں مسلمانوں کو بڑا سخت مقابلہ کرنا پڑا۔ پہلے دن کی لڑائی میں کوئی پچاس مسلمان زخمی ہوئے۔ چپے چپے زمین کے لئے یہودی سر دھڑ کی بازی لگا دیتے تھے۔ یثرب سے نکلنے کے بعد بھی ان کا سب سے بڑا گڑھ رہ گیا تھا اس لئے ان کی ہر ممکن کوشش یہ تھی کہ خیبر کو بچا لیا جائے۔ اسلحہ کی کثرت اور بزعم خود فنونِ جنگ میں مہارت کی وجہ سے بھی یہودیوں کو یقین تھا کہ مسلمان ان کا بال بیکا نہ کرسکیں گے۔ بدر کی لڑائی کے بعد وہ اپنی جنگی مہارت کا بڑے فخر سے ذکر کرتے تھے، لیکن اب جب اہل اللہ سے مقابلہ آن پڑا تو انہیں معلوم ہوا کہ مومن ہو تو بے تیغ بھی

(اگلا صفحہ دیکھئے)

حضورؐ نے اپنا پرچم خاص انہیں عنایت فرمایا۔ اس کا پھریرا بی بی عائشہؓ کی چادر سے بنایا گیا تھا۔

حضرت علیؓ میدان جنگ کی طرف چلے تو یہودیوں نے ایک دوسرے سے پوچھا ——

یہ آج کس کے ہاتھ میں پرچم ہے؟

ایک نے آپ کو پہچانا تو بولا —— علیؓ معلوم ہوتے ہیں۔

کچھ یہودی غور سے انھیں دیکھتے رہے پھر کسی نے کہا ——

اے قوم یہود! اس شخص کے تیور بتا رہے ہیں کہ آج تم ہارے جاؤ گے۔

فوجوں کی صف بندی ہوئی تو مرحب قلعے سے نکلا۔ وہ اپنا ساز و سلاح دیکھ کر پھولے نہ سماتا تھا اکڑتا، اتراتا اپنی صفوں سے آگے بڑھا اور اسلامی لشکر کی طرف دیکھ کر دھاڑا ——

جب شیر ملا میدان میں آتے ہیں اور آتش جنگ تیز ہوتی ہے تو اس وقت کبھی میں بھالا مارتا ہوں کبھی تلوار چلاتا ہوں۔ تم میں کوئی ہے جو مجھ سے آنکھ ملانے کی جرأت کرے؟

سر سے پاؤں تک لوہے اور فولاد میں ڈوبا ہوا ایک شخص میدان جنگ میں کھڑا ہے۔ چار آئینہ سجے، ہتھیار لگائے، سر پر یمن کا بنا ہوا پیلا خود۔ اس پر انڈے کے برابر ترشی ہوئی ہیرے کی کلغی! سارے عرب میں اس کے نام کا ڈنکا پٹا ہوا ہے۔ اکیلا مرحب ہزار سوار کے برابر گنا جاتا ہے۔ پچھلے بیس دنوں سے اس نے مسلمانوں کو تلوار کی نوک پر روک رکھا ہے۔

سارا عرب یہ سمجھتا تھا کہ مرحب کی للکار کا کوئی جواب نہیں لیکن یہودیوں نے دیکھا اسلامی لشکر سے ایک مرد میدان مقابلے کے لئے نکل آیا —— دراز قد، گداز بدن، ایک ہاتھ میں تلوار ایک ہاتھ میں ڈھال، کوئی چالیس برس کا سن و سال! ابن اسحٰق اور طبری کی نظروں میں مستند روائت یہ ہے کہ مرحب کی للکار پر اللہ کے رسول نے پوچھا کہ —— کون اس کا مقابلہ کرے گا؟

محمد بن مسلمہؓ نے عرض کیا —— یا رسول اللہ! میں اس سے لڑوں گا اور اپنے بھائی کا بدلہ لوں گا۔

حضورِ اکرم اُن کی جرأتِ ایمانی پر خوش ہوئے۔ دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ انھیں کامیابی عطا فرمائے اور میدان میں نکلنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ پینترے بدلتے بدلتے دونوں

لڑتا ہے سپاہی اور اس شان سے لڑتا ہے کہ حریف کو دم مارنے کی مہلت نہیں ملتی۔ یہ مسلمانوں کا شوق شہادت تھا کہ بے دھڑک دشمنوں پہ جا پہنچتے اور بچ کر بھی آتے۔ اس میں کچھ ان کا اپنا حوصلہ تھا کچھ نصرت خداوندی، حالانکہ رسد کی طرف سے مسلمان بہت تنگ تھے۔ جب خیبر آئے تو ستو گھول کر پیتے رہے۔ لڑائی کے زمانے میں ایک وقت ایسا آیا کہ یا تو گدھوں کا گوشت پکایا جانے لگا۔ آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا تو آپ نے حضرت ابو طلحہؓ کو بھیجا کہ ہانڈیاں پھکوا دیں اور مسلمانوں کو بتا دیں کہ گدھے کا گوشت حرام ہے۔ اس موقع پر خچر، درندے، پنجے سے پھاڑ کر کھانے والے پرندوں کا گوشت استعمال کرنے سے بھی منع کر دیا گیا۔ مردار پرندہ بھی حرام قرار پایا۔ یہ جابر بن عبداللہؓ، انس بن مالک، براء بن عازب اور ابو سلیط کی روائتیں ہیں۔

خیبر کی لڑائی میں پندرہ مسلمان شہید ہوئے۔ قسطلانی نے شامی کے حوالے سے لکھا ہے کہ چونتیس نے شہادت پائی۔ ابن سعد نے سترہ نام دیئے ہیں اور یہ تشریح کر دی ہے کہ ان میں ایک بشر بن براء زہر بھرا گوشت کھانے سے شہید ہوئے اور دوسرے عامر بن اکوع اپنے ہی خنجر سے ہلاک ہوئے۔ عامر مرحب سے لڑ رہے تھے۔

دشمن کے ترانوے آدمی مارے گئے

پچھلے صفحے کا حاشیہ

۵۰ ابن اثیر

۵۱ یہ بڑا جھنڈا تھا سیاہ رنگ کا اسے عقاب کہتے تھے۔ ابن سعد نے رائت بھی لکھا ہے اور آنحضرتؐ کا لباس ابیض بھی۔

۵۲ ابن اثیر ابن ہشام

۵۳ مسلم، طبری، ابن اثیر۔ آئینس رہی

[illegible]

نے ایک درخت کی آڑ لی۔ فوراً دوسرے نے اس طرف کی شاخیں کاٹ دیں جس[1] طرف دشمن آڑ میں چلا گیا تھا۔ ہوتے ہوتے تمام شاخیں کٹ گئیں صرف کٹا پھٹا تنا باقی رہ گیا۔ اب دونوں پھر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہو گئے۔ مرحب نے موقع دیکھا ہاتھ تولا کس کے ضرب لگائی۔ پھرتیلے مجاہد نے ڈھال آگے کر دی۔ غضب کا ہاتھ تھا چمڑے کی ڈھال کٹ گئی لیکن مجاہد کا اقبال تھا کہ تلوار ڈھال میں پھنس گئی۔ اب جو اللہ کے بندے نے بجلی کی سی تیزی سے وار کیا تو مرحب اس کے قدموں میں پڑا ایڑیاں رگڑنے لگا۔ مجاہد سے ارشاد ہوا تھا کہ ـــــ کل تم مرحب کو قتل کر دگے! یہ پیشین گوئی آج پوری ہوئی[2]

یہودیوں کو سانپ سونگھ گیا۔ یہ کوئی معمولی بات نہ تھی ایک حادثہ فاجعہ تھا ان کی آنکھیں یقین نہ کرتی تھیں کہ ہزار سواروں کا سوار مارا گیا۔

مرحب کی لاش جب زمین پر پڑی تڑپنے لگی تو اُن کے دلوں میں انتقام کی آگ بُری طرح بھڑک اٹھی۔ سب میں پیش پیش یاسر تھا جو بھائی کے قتل پر سخت مشتعل تھا۔ اس کا بس نہ چلتا تھا کہ ایک ایک مسلمان کو اٹھا کر بیخ دیتا۔ شیروں کی طرح دھاڑتا۔ بادلوں کی طرح گرجتا طوفان کی طرح یلغار کرتا وہ صفِ اعدا پر ٹوٹ کر گرا۔ کوئی اس وقت اس کی حالت دیکھتا۔ چیخ پکار سے اس نے سارے میدانِ کارزار کو دہلا رکھا تھا۔ زخمی ناگ کی طرح پھنکاریں مارتا چیتے کی طرح لپکتا تڑپتا وہ اس حال میں مسلمانوں کے قریب آیا کہ اس کے منہ سے کف جاری تھا اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ بھائی اور بھائی بھی کیسا مرحب جیسا بھائی! یاسر اس کے مارے جانے سے دیوانہ ہو گیا۔ چاہتا تھا کہ پہاڑ بھی مقابل میں ہو تو بیس کر رکھ دے۔ جوشِ انتقام سے وہ آتش فشاں بن گیا تھا کہ پھٹ پڑے تو ایک دنیا کو اپنے سیلابِ آتشیں میں بہالے جائے یوں بھی وہ مقابلے کے لئے دھاڑتا تو دہشت سے اچھے اچھوں کے دل لرز اٹھتے تھے۔ آج تو ہوائیں بھی کانپ کر رہ گئیں اور دشت و جبل تک تھرا اٹھے۔ لیکن اس موقع پر بھی مسلمانوں کی صف سے ایک جیالا نکلا۔ سیلابِ بلا کو رد کرنے۔ پھنکارتے افعی کا سر کچلنے۔ بے محابا بے درنگ سینہ تانے بازو پھیلائے یا منصور امت امت کے نعرے بلند کرتا یہ دلیر آگے بڑھا۔ کوئی پینتیس چھتیس کا سن بڑی بڑی زلفیں، کھلتا ہوا رنگ اونچا پورا قد۔ مضبوط کلے

صفحۂ ہذا کا حاشیہ

۱ محمود بن مسلمہ جنگ خیبر کے پہلے علم بردار اور سالار ہیں۔ ناعم کا قلعہ انہوں نے ہی سر کیا۔ وہ اس فتح کے بعد قلعے کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ مرحب نے چھت پر سے چکی کا پاٹ ان پر گرا یا جس کی وجہ سے وہ تڑپ تڑپ کر شہید ہوئے۔

مرحب کو گرا کر محمد بن مسلمہؓ نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور یہ کہہ کر اسے یوں ہی چھوڑ دیا کہ ـــــ جس طرح تو نے میرے بھائی کو تڑپایا اب تو بھی اسی طرح تڑپ تڑپ کر جان دے۔

جنگ کے خاتمے کے بعد مرحب کا اسلحہ اور اس کی سرداری کی نشانیاں سب حضرت محمد بن مسلمہؓ کو ملیں یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ مرحب انہی کے ہاتھوں مارا گیا۔

عامر بن اکوع سے بھی اس کا ایک مقابلہ ہوا تھا۔ روایتیں حضرت علیؓ کے بارے میں بھی ہیں۔ بھائی کی شہادت پر محمد بن مسلمہؓ آشفتہ حال سامنے آئے تو اس موقع پر آنحضرتؐ نے پیشین گوئی کی تھی۔ دیکھئے ابنِ اسحٰق، طبری، واقدی، ابن سعد اور ابنِ قیم (زاد المعاد جلد دوم)

۲ مرحب کی عمر ۸۰ برس تھی۔

۳ خطۂ عرب میں یہودی قوت کا خاتمہ۔

۵ ابن ہشام بن عروہ (سیرۃ ابن ہشام)

۴ اس جنگ میں بھی مسلمانوں کا شعار تھا

۶ بخاری، مسلم اور سنن ابن ماجہ میں فضیلت صحابہؓ کے سلسلے میں جو حدیثیں دی گئی ہیں ان میں حضرت زبیر بن عوام کے بارے میں حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت ہے کہ رسالت پناہ صلعم نے جنگِ خندق کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ ہر پیغمبر کا ایک حواری ہوتا ہے میرا حواری زبیر ہے۔

اس بارے میں بخاری نے عبداللہ بن عباس کی روایت بھی دی ہے۔

(اگلا صفحہ دیکھیں)

جبڑے کا یہ بہادر حواری رسول اللہ کہلاتا تھا۔

حضرت زبیر صفِ مردانِ خدا سے کیا نکلے کہ اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے میدان گونج اُٹھا۔ وہیں کہیں حضرت صفیہ بھی تھیں۔ حضرت زبیر کی والدہ! وہ اس جنگ کے موقع پر زخمیوں کی نگہداشت کرنے آئی تھیں۔ نعرہ ہائے تکبیر گونجے تو انھوں نے میدانِ جنگ کی طرف غور سے دیکھا اور پھر حضورِ اکرم پر نظر کی۔ نگاہیں سراپا سوال تھیں! ارشاد ہوا ——— یا سر مارا جائے گا۔

یہ خوشخبری ماں کا دل بڑھا گئی۔ کچھ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ یاسر کا بھی وہی حال ہوا جو اس کے بھائی مرحب کا ہوا تھا۔ یہودی دنگ تو تھے ہی اب اپنی جانوں سے بھی تنگ ہو گئے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ اُن کی عزت و آبرو کا دوسرا رکھوالا بھی زمین پر پڑا ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور حضرت زبیر نعرۂ فتح بلند کرتے ہوئے لوٹ رہے ہیں تو ہوش ٹھکانے آئے اور ساری فوج میدانِ جنگ میں کود پڑی۔ انتقام کی جلن میں سلگتی، غصے کی آگ میں جھلستی، دیوانہ وار، وحشت بدوش، مسلمانوں پر آ گری۔ دم کے دم میں کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ آج کوئی ذوالفقارِ حیدری کی کاٹ دیکھتا! اِدھر ڈوبی اُدھر نکلی اُدھر ڈوبی اِدھر نکلی۔ جدھر شیرِ خدا بڑھتے۔ یہودی دل کائی کی طرح پھٹ جاتا۔ میدانِ جنگ یہودیوں کی لاشوں سے پٹ گیا۔

قموص بڑا مضبوط قلعہ تھا۔ اس کا دروازہ پتھر کا بنا ہوا تھا۔ سارا عرب کہتا تھا، یہ قلعہ کبھی سر نہیں ہو سکتا۔ شیرِ خدا نے مجاہدوں کو لے کر دھاوا کیا تو اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اس کا دروازہ توڑ کر پھینک دیا۔ قموص ——— آہنی دیوار! فلک آسا قلعہ جو ناقابلِ تسخیر پہاڑ سمجھا جاتا تھا مسلمانوں کی جرأتِ ایمانی کے آگے سرنگوں ہو گیا۔ ساتھ ہی خیبر بھی فتح ہو گیا

تفسیر سورۂ توبہ میں بھی امام بخاری نے ابنِ زبیر کی بیعت کے سلسلے میں ابنِ عباس کی یہ روایت دی ہے کہ حضرت زبیر حواری رسول اللہ تھے۔

بنی قریظہ جنگ خندق کے دوران میں مسلمانوں سے ٹوٹ گئے تھے۔ ان کی جنگی چالوں کا حال معلوم کرنا تھا اللہ کے نبیؐ نے پوچھا کہ کون یہ کام کرے گا۔ حضرت زبیر اس کے لئے فوراً تیار ہو گئے۔ تین مرتبہ سوال دہرایا گیا اور تینوں مرتبہ سوائے حضرت زبیر بن عوام کے اور کوئی آمادہ نہ ہوا اس پر انھیں حواری ——— دربارِ خصوصی کا لقب عطا ہوا۔

حضرت عیسیٰ کے مددگار یا خصوصی حواری اس لئے کہلاتے تھے کہ وہ سفید کپڑے پہنتے تھے۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ حواری لفظ حور سے بنا ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ بھی اس موقع پر ساتھ تھیں (طبقات ابنِ سعد۔ اخبار النبی، غزوات و سرایا، تذکرہ جنگ خیبر)

ایک اندازہ ہے کہ کل بیس خواتین مرہم پٹی کے لئے آئی تھیں ان میں حضرت ام سلیم بھی شامل تھیں۔

(بقیہ حاشیہ از گزشتہ صفحات)

دروازے کے بارے میں کل اقوال واہی ہیں۔ قسطلانی۔ ذہبی

قموص کے ہاتھ سے نکلتے ہی یہودی اپنی بازی ہار گئے۔ اب صرف دو قلعہ یا قلعے (وطیح اور سلالم) رہ گئے تھے جن میں خیبر کی عورتیں اور بچے جمع تھے یہودیوں نے فوراً جان بخشی کی درخواست کی۔ یہ درخواست منظور ہوئی تو پھر گزارش کی کہ ان کی زمینیں انھی کے پاس بٹائی پر رہنے دی جائیں۔ رسالت مآب نے یہ شرط بھی مان لی۔ یہاں لڑائی کے اسباب اور نتائج کا جائزہ پیشِ نظر رہے تو بہتر ہے ——— اسیر بن زرام نے جو خیبر کا سردار تھا مدینے پر چڑھائی کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کا علم آنحضور صلعم کو ہوا تو آپ نے عبداللہ بن رواحہ کو دریافتِ حال کے لئے بھیجا۔ وہ خیبر گئے خود اسیر کی زبان سے اس کے منصوبے کی تفصیلات چھپ کر سنیں اور لوٹ کر خدمتِ نبوی میں سارا احوال عرض کیا۔ آپ نے پھر عبداللہ بن رواحہ کو خیبر بھیجا۔ اس مرتبہ اُن کے ساتھ ایک وفد گیا جو تیس افراد پر مشتمل تھا۔ یہ لوگ پیام دوستی لے کر گئے اور اسیر کو مدینہ آنے کی دعوت دی کہ اس کی سرداری کا سرکاری اعلان مدینے میں کیا جائے اور دونوں حکومتوں میں مستقل دوستی کا معاہدہ ہو جائے! اسیر اپنے تیس آدمی لے کر خیبر سے نکلا لیکن راستے میں اس نے اپنی رائے بدل دی

(اگلا صفحہ دیکھیے)

اور عبداللہ بن اُنیس کو قتل کر کے خیبر کو لوٹ گیا پھر اپنے حلیف بنو غطفان سے مدینے کے قریب غابہ کی چراگاہ میں غارت ڈلوائی۔ یہ لٹیرے وہاں سے دودھ دینے والی اونٹنیاں لے بھاگے اُن کا پیچھا کر کے سلمہ بن اکوع نے یہ اونٹنیاں چھڑالیں لیکن حضرت ابوذر کے صاحبزادے اس موقع پر قتل ہوئے۔ یہ واقعہ ذی قرد کہلاتا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے لکھا ہے کہ اس واقعے کے تین دن بعد ہی حضورِ اکرمؐ خیبر کی مہم پر نکلے مسعودی اور دوسرے مورخین ذی قرد کا واقعہ صلح حدیبیہ سے پہلے کا بتلاتے ہیں لیکن طبری اسے خیبر سے پہلے کا جھگڑا قرار دیتے ہیں فتح الباری میں ابن حجر کی رائے بھی ہے۔ مسلمان خیبر پہنچ گئے تو عبداللہ بن اُبی نے یہودیوں کو پیغام بھیجا کہ اسلامی فوج کے مقابلے میں تمہاری تعداد بھی زیادہ ہے اور اسلحہ بھی بہتر ہے اس لئے قلعہ بند ہو کر نہ لڑنا بلکہ کھلے میدان میں نکل کر انھیں تباہ کر دینا۔

خیبر کی فتح کے لئے حضورِ اکرمؐ نے جو تدبیریں اختیار کیں اُن پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے۔

۱۔ حملہ اچانک ہوا۔

۲۔ راستہ آپ نے وہ انتخاب فرمایا جو بنو غطفان کی آبادی سے ہو کر جاتا تھا اور پڑاؤ ایسی جگہ ڈالا کہ غطفان کی طرف سے خیبر والوں کو حسبِ معاہدہ کمک نہ مل سکے۔

۳۔ منافقین کو لڑائی میں ساتھ نہیں رکھا گیا صرف بیعتِ رضوان کے اصحاب ساتھ تھے جن کی جاں نثاری اور شجاعت پر آپؐ کو کامل بھروسہ تھا۔

۴۔ ہر قلعے کا آپؐ نے الگ الگ محاذ بنایا تاکہ دشمن کی قوت بٹی رہی۔ محاصرہ اس طرح ترتیب دیا کہ مسلمانوں کی لڑنے والی فوج میدانِ جنگ میں رہے تو دوسرے قلعوں سے دشمن کی کمک نہ آنے پائے۔

۵۔ ابو موسیٰ اشعری کا بیان ہے کہ اس غزوے کے دوران میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا کثرت سے ورد ہوتا رہا۔

۶۔ قموص کی فتح کا اعلان کر کے آپؐ نے مسلمانوں کے حوصلے اور خود اعتمادی کو مستحکم اور محکم کر دیا۔

۷۔ دشمن سے اسلحہ اور رسد چھین کر دشمن کے خلاف استعمال فرمایا اسی لئے قلعہ وار محاذوں کا منصوبہ تشکیل دیا گیا۔

۸۔ حملے کے لئے آپ نے صبح کے وقت کا انتخاب فرمایا۔ اس وقت تک دشمن کی تیاریاں نامکمل تھیں۔

۹۔ رات بھی بڑے علم میدان جنگ میں لہرائے تاکہ دشمن مرعوب ہو۔ یہودیوں ہی نے نہیں بلکہ تمام خطۂ عرب نے بھی اس سے پہلے میدانِ جنگ میں بڑے علم نہیں دیکھے تھے۔ ایرانی فوج میں درفش کاویانی سے یہ کام لیا جاتا تھا۔

۱۰۔ یہودی جو مسلمانوں کی بہادری سے انکار کرتے تھے اور انھیں فنِ حرب میں نوآموز سمجھتے تھے ان کے تابڑ توڑ حملوں سے سراسیمہ ہو گئے۔ حالانکہ واقدی کے بموجب انھوں نے مسلمانوں کو بے بس کرنے کے لئے اپنی منجنیقوں سے شدید سنگباری کی تھی جب ان کی یہی منجنیقیں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں تو انھوں نے سمجھ لیا کہ اب اُن کے قلعے اور آطام محفوظ نہیں رہے چنانچہ انھوں نے صلح کی بات چیت شروع کی اور ہتھیار ڈال دیے۔ اس لئے بھی کہ اس وقت تک مسلمانوں کی مردانگی کا سکّہ اُن پر بیٹھ چکا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ کی روایت بخاری (بابِ مغازی) میں ہے کہ فتح کے بعد حضرت مآب صلعم نے یہاں اپنا امیر مقرر فرمایا جو بنی عدی کے بھائی انصاری تھے۔ مہاجرین نے اپنے غنیمت کے حصے میں سے انصار بھائیوں کے وہ عطیات واپس کر دیے جو مواخاۃ کے وقت ملے تھے۔

خیبر کی فتح کے بڑے دور رس نتائج نکلے۔ فدک، وادی القریٰ اور تیمار بھی یہودیوں کے گڑھ تھے۔ یہاں والوں نے بھی اطاعت قبول کر لی۔ تیمار وادی القریٰ میں ایک جھڑپ ہوئی۔

صلح حدیبیہ کا ایک نتیجہ یہودی قوت کے خاتمے کی صورت میں ظاہر ہوا جس کی وجہ سے اب اس طرف مسلمانوں کی تبلیغی اور تجارتی سرگرمیاں بڑھ گئیں اور سلاطین کے نام خطوط بھیجے گئے۔ خیبر کی فتح کے بعد مسلمان مبلغین کو قتل کرنے کا سلسلہ رُک گیا۔

اظہارِ تعزیت

کوٹلہ ارب علی خان۔ گجرات میں نقیبِ ختمِ نبوت کے معاون اور ادارہ کے مخلص و مہربان جناب صوبیدار اللہ دتہ صاحب کے بھائی انتقال فرما گئے ہیں۔ قارئین اور جملہ احباب ان کے لئے ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خاص اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔ صوبیدار اللہ دتہ صاحب اور دیگر لواحقین کو صبر عطا فرمائے (آمین) ادارہ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

دعاءِ صحت

کوٹلہ ضلع گجرات میں ہمارے معاون جناب حافظ صغیر احمد (وائس چئیرمین۔ کوٹلہ) کے والد ماجد علیل ہیں۔

ملتان میں ہمارے بہت ہی مخلص دوست جناب حکیم حسن نواز صاحب عارضہ قلب میں مبتلا ہیں۔

احباب ان کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں، ادارہ کے تمام اراکین ان کی صحت کے لئے دعا گو ہیں۔

اعتذار

حضرت مولانا عبدالحق چوہان مدظلہٗ کا سلسلہ وار مضمون "جادۂ اعتدال" کتابت کی غیر متوقع تاخیر کے سبب اس شمارہ میں شامل نہیں ہو سکا۔ انشاءاللہ آئندہ شمارہ میں قارئین ملاحظہ فرما سکیں گے۔ (ادارہ)